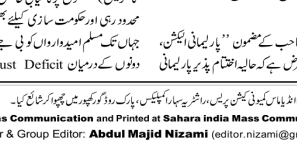

تعلیمی نظام میں کرپشن اور 'وشو گرو' بننے کا ہدف

صبیح احمد

دستک

نیٹ-یو جی تنازع سے متعلق عرضی پر سماعت کرتے ہوئے سپریم کورٹ کا کہنا تھا کہ 'اگر کسی کی طرف سے 0.001 فیصد بھی لاپروائی ہوئی ہے تو اس سے پوری طرح نمٹا جانا چاہیے۔ بچوں نے امتحان کی تیاری کی ہے، ہم ان کی محنت کو نہیں بھول سکتے ہیں۔' بنچ نے حکومت اور 'این ٹی اے' (نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی) سے یہ بھی کہا کہ تصور کریں کہ جو شخص نظام کو دھوکہ دے کر ڈاکٹر بن جاتا ہے، وہ معاشرے کے لیے اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔ 2015 میں سپریم کورٹ نے ایسا ہی تبصرہ کر کے آل انڈیا پری میڈیکل ٹسٹ (اے آئی پی ایم ٹی) کے امتحان کو منسوخ کر دیا تھا۔ حالانکہ سپریم کورٹ کا یہ تبصرہ معاملے کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے، لیکن اس کا اندازہ کوئی بھی لگا سکتا ہے کہ دھوکہ دہی سے ڈاکٹر بننے والے شخص کے ہاتھوں میں کتنے معصوم لوگوں کی جانیں داؤ پر لگ جاتی ہیں۔ اور یہ معاملہ صرف آج کا یا نیٹ-یو جی تنازع سے جڑا ہوا نہیں ہے، بلکہ یہ ایک سلسلہ ہے، جو نہ جانے کب سے جاری ہے اور سماج کا کوئی بھی شعبہ شاید ہی اس سے اچھوتا ہوگا۔ حکومت کے کم و بیش تمام شعبوں اور محکموں اور پبلک سیکٹر کے اداروں میں دھوکہ دہی، مکر و فریب اور بدعنوانی کر کے اعلیٰ عہدوں پر بے شمار لوگ بیٹھے ہوں گے، وہ سماج کے لیے کتنے خطرناک ہوں گے، یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دراصل یہ سماج کے لیے ناسور ہیں۔

وزیراعظم گزشتہ ہفتہ ایک نئے کیمپس کا افتتاح کرنے کے لیے نالندہ میں تھے اور انہوں نے ہندوستان کو پہلے کی طرح سیکھنے کا سرچشمہ بنانے کے اپنے 'مشن' کے بارے میں ایک بہترین تقریر کی۔ ایسا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اہل علم، ماہرین تعلیم، ادیب، شاعر، مورخ اور محققین کو سوچنے، بولنے اور لکھنے کی مکمل آزادی نہیں دی جاتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ ان کی حکومت غیر دوستانہ نظریہ رکھنے والے غیر ملکی نامہ نگاروں کو معمول کے مطابق نکال دیتی ہے۔ تو پھر ان کا 'مشن' کیسے پورا ہوگا؟ اگر افسران اور سیاستداں چوکس اور سفاک سوچ والے پولیس والوں کی طرح کام کریں گے تو ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دانش و مہارت نہیں پنپ سکتی۔ دریں اثنا ہماری 'نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی' سے روزانہ نکل کر باہر آنے والی سڑن کو ایک موقع میں تبدیل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اگر نریندر مودی سنجیدگی سے چاہتے ہیں کہ ہندوستان سیکھنے کا مرکز بن جائے جیسا کہ یہ قدیم زمانے میں تھا۔ جب وزیر تعلیم اس بدعنوانی سے نمٹ چکے ہوں گے جو ہم ابھی قومی امتحان نظام میں دیکھ رہے ہیں، تو انہیں اس امکان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ ہمارے اعلیٰ تعلیمی اداروں کو وہ خودمختاری دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی نظام میں سڑن 'کنڈرگارڈن' سے ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جس نے بھی دیہی سرکاری اسکولوں کا دورہ کیا ہے، وہ اس کی تصدیق کر سکتا ہے۔ یہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ وزیراعظم مودی نے جو ہندوستان کو دوبارہ 'وشو گرو' بنانے کے 'مشن' کی بات کرتے رہتے ہیں، بی جے پی کے زیر اقتدار ریاستوں میں سرکاری اسکولوں کو بہتر بنانے کے لیے اپنے وزرائے اعلیٰ پر زور دینے کی زحمت کیوں نہیں کی۔ ان میں سے بیشتر اسکول اس قدر خراب ہیں کہ غریب ترین والدین بھی تمام مجبوریوں کے باوجود اپنے بچوں کو اس امید کے ساتھ پرائیویٹ اسکولوں میں بھیجنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ کم از کم گننا اور پڑھنا سیکھ لیں گے۔

ہندوستان دنیا کی 10 تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں شامل ہے لیکن پھر بھی یہاں دنیا کے ایک تہائی ناخواندہ ہیں۔ 18 سال سے کم عمر کی اپنی 40 فیصد آبادی کے ساتھ ہندوستان اب بھی اپنے شہریوں، خاص طور پر غریبوں کو تعلیم دینے میں ناکام رہا ہے۔ ایک مخلوط معیشت ہونے کے ناطے ہندوستان میں تعلیم کے شعبے میں اب بھی حکومتی مداخلت کی ضرورت ہے کیونکہ منافع کے مقصد سے چلنے والا تعلیمی نظام عوام کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن ہندوستان میں سرکاری اسکولوں کی حالت قابل رحم ہے۔ گنتی کی کچھ ریاستوں کو چھوڑ کر ہندوستان کی زیادہ تر ریاستوں کے تعلیمی اعداد و شمار ناقص ہیں۔ حالانکہ اسکولوں میں پہلے سے کہیں زیادہ بچے ہیں، لیکن سرکاری اسکولوں کا معیار حیرت انگیز طور پر نچلی سطح پر پہنچ گیا ہے۔ ان اسکولوں میں عام طور پر غریب ترین خاندانوں کے بچے آتے ہیں جو اپنے بچوں کو متمول خاندانوں کی طرح کسی اور جگہ پرائیویٹ اسکولوں میں بھیجنے کے متحمل نہیں ہوتے۔ اگرچہ اسکولوں میں جانے والے بچوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے، لیکن وہ بنیادی سہولیات تک سے محروم ہیں۔ بچوں کی حالت زار پر متعلقہ حکام کا رویہ ناروا، لاتعلق اور غیر انسانی ہے اور لگتا ہے کہ لاکھوں بچوں کے تئیں حکام ذمہ داری اور فرض شناسی سے محروم ہو چکے ہیں۔

پرائیویٹ بمقابلہ سرکاری اسکولوں کی بحث کوئی نئی بات نہیں ہے، جس میں حق تعلیم (آر ٹی ای) کے نفاذ کے بعد مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت پرائیویٹ اور گورنمنٹ اسکولوں کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا ہے۔ پرائیویٹ اسکولوں کے گلیمر اور بھاری فیسوں پر غور کرنا اور ان کا سرکاری اسکولوں سے موازنہ کرنا فضول ہے۔ کیرالہ اور کرناٹک کے تمام سرکاری اسکول بھی کافی بہتر ہیں۔ مدھیہ پردیش میں 'سی ایم رائز اسکول' اور چھتیس گڑھ میں 'سوامی آتمانند انگلش میڈیم اسکول' جیسے تعلیمی اداروں کے آغاز کے ساتھ سرکاری اسکولوں کی طرف لوگوں کا رجحان دوبارہ بڑھ گیا ہے۔ اس رجحان کو نہ صرف برقرار رکھنا ہے بلکہ آگے بھی لے جانا بھی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ سرکاری اسکولوں میں داخلے میں اضافہ کے ساتھ ہی والدین کی ٹیوشن کی طرف دلچسپی بھی بڑھی ہے۔ لیکن تقابلی طور پر یہ پرائیویٹ اسکولوں سے بہت سستا ثابت ہو رہا ہے۔ بلاشبہ سرکاری اسکولوں میں اساتذہ کی تنخواہ اچھی ہوتی ہے، وقتاً فوقتاً اختراعی اور تربیتی پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ تدریس کے طریقوں اور معیار میں بہتری کے لیے بہت سے تجربات کیے جا رہے ہیں، لیکن سرکاری اساتذہ کا ایک ایسا گستاخ طبقہ بھی ہے جو پڑھانے کے بجائے دوسرے کاموں میں مصروف رہتا ہے۔ ان اعداد و شمار پر بھی توجہ دینی ہوگی کہ کتنے اساتذہ کلاسوں سے غیر حاضر رہتے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جو پرائیویٹ بزنس، سیونگ اکاؤنٹ ایجنٹ یا ٹیوٹر بن کر والدین کو متاثر کر کے اضافی آمدنی میں مصروف ہیں۔ بہت سی ریاستوں میں سرکاری اساتذہ کو تھوک کے حساب سے دیگر کاموں میں الجھا دیا جاتا ہے۔ جیسے مردم شماری، مویشیوں کی مردم شماری کے فرائض وغیرہ۔ اس سے تدریس بے حد متاثر ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا دیر سے آنا، جلد بھاگ جانا اور کلاسوں میں نہ پڑھانا جیسے معاملے بھی اکثر سرخیوں میں آتے ہیں۔ یہ مسائل آسانی سے حل کیے جا سکتے ہیں۔ آج کل کوچنگ اور ٹیوشن کے چلن نے اپنی جڑیں اتنی مضبوط کر لی ہیں کہ اس کے بغیر 'معیاری' تعلیم کا حصول ناممکن سا لگنے لگتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بعض دفعہ والدین کو اسکول میں بچوں کے داخلے کی فکر کم ہوتی ہے لیکن اچھے کوچنگ اور ٹیوشن سینٹروں کی تلاش زیادہ ہوتی ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ کچھ سالوں قبل ان بچوں کو اسکول کے علاوہ ٹیوشن یا کوچنگ کی سہولت دستیاب کرائی جاتی تھی جنہیں کلاس میں چیزیں ٹھیک سے سمجھ میں نہیں آتی تھیں یا جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل کوچنگ اور ٹیوشن جوائن کرنا فخر کی بات سمجھی جاتی ہے۔ اس کے بغیر معیاری تعلیم کا حصول تصور سے باہر لگتا ہے۔ 'این ٹی اے' کرپشن جیسے معاملوں میں ان سینٹروں کا بھی کافی عمل دخل ہے۔ وہ بچوں اور والدین کو راغب کرنے کے لیے ہر طرح کے حربے اپناتے ہیں۔ یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے سینٹر سے کوچنگ کر کے بچے مقابلہ جاتی امتحانات میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس کے لیے وہ کسی بھی حد تک چلے جاتے ہیں۔

لوگوں کی متنوع فطرت اور متنوع مذہب ہونے کے باوجود ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے پیچیدہ جمہوریت کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ ہندوستان اپنی پیچیدگیوں کے ساتھ مشکل حالات میں ترقی کر رہا ہے۔ وزیراعظم مودی نے اگلے 25 سالوں میں ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک اور 'وشو گرو' بنانے کا ہدف طے کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان میں تعلیمی نظام پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کا سب سے بڑا اثاثہ ثابت ہوا ہے۔

sasalika786@gmail.com

> **لوگوں کی متنوع فطرت اور متنوع مذہب ہونے کے باوجود ہم دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے ساتھ ساتھ دنیا کی سب سے پیچیدہ جمہوریت کے لیے بھی جانے جاتے ہیں۔ ہندوستان اپنی پیچیدگیوں کے ساتھ مشکل حالات میں ترقی کر رہا ہے۔ وزیراعظم مودی نے اگلے 25 سالوں میں ہندوستان کو ایک ترقی یافتہ ملک اور 'وشو گرو' بنانے کا ہدف طے کیا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندوستان میں تعلیمی نظام پر زیادہ توجہ مرکوز کرنی ہوگی اور یہ ہمیشہ ہر ملک کا سب سے بڑا اثاثہ ثابت ہوا ہے۔**

کیا امتحان سے قبل پیپر لیک مسئلے کا کوئی مستقل حل ہے؟

ایم اے کنول جعفری

جائزہ

امتحان جہاں طلبا کی تعلیم اور قابلیت کی کسوٹی ہے، وہیں اس سلسلے میں منعقد ہونے والے سخت ترین مقابلہ جاتی امتحانات میں کامیابی کے بعد نوجوان سرکاری اعلیٰ عہدوں کے لیے منتخب ہو کر ملک کی خدمات انجام دینا چاہتے ہیں۔ یہ طلبا کا وہ خواب ہے، جسے تعلیم کے دوران وہ اور ان کے اہل خانہ شب و روز دیکھتے ہیں۔ جو طلبا اور طالبات کسی وجہ سے یو پی ایس سی، آئی پی ایس، آئی اے ایس جیسے اعلیٰ عہدوں تک رسائی حاصل کرنے یا میڈیکل کالجوں میں داخلے کے امتحانات این ای ای ٹی (نیٹ) میں کامیاب ہونے یا پی ایچ ڈی اور فیلوشپ کی اہلیت کے لیے ہونے والے امتحانات این ای ای ٹی (نیٹ) میں پاس نہیں ہو پاتے، وہ دیگر سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری نوکریاں حاصل کرنے پر اکتفا کرنے کے باوجود مزید امتحانات دیتے رہتے ہیں۔ ایسے طلبا و طالبات کی تعداد بھی کم نہیں ہے جو صحت، انصاف، انجینئرنگ، ٹیچنگ، بینکنگ، زراعت، صنعت، کمپیوٹر سائنس، خلائی سائنس اور جوہری سائنس سمیت سائنس کے دیگر شعبوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ اپنا مستقبل خوش گوار بنانے اور اہل خانہ کی کفالت کا جذبہ رکھنے والے طلبا ہدف کے حصول کے لیے رات دن ایک کر کے امتحانات کی تیاری کرتے ہیں۔ لاکھوں طلبا سال سال بھر یا اس سے بھی زیادہ وقت کوچنگ کرتے ہیں۔ سخت محنت اور کوچنگ والے طلبا اس وقت ٹھگے رہ جاتے ہیں، جب امتحان کا پیپر لیک ہو جاتا ہے یا عین وقت پر امتحانات منسوخ کر دیے جاتے ہیں یا نمبر اتنے زیادہ دے دیے جاتے ہیں کہ عقل حیران ہو جاتی ہے یا بے سبب گریس مارکس دے کر بعد میں واپس لے لیے جاتے ہیں۔

مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیازہ طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کر رہے اُمیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے لگتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہو رہے ہیں۔ لچر انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہو گیا۔ کہیں کہیں تو طلبا کو سوال و جواب باقاعدہ طور پر رٹوائے گئے اور جو کچھ انہوں نے رٹا تھا، وہی سب کچھ امتحان میں آیا۔ نیٹ- یو جی (NEET-UG) سے 24 لاکھ طلبا، یو جی سی - نیٹ (UGC-NET) سے 9 لاکھ طلبا، سی ایس آئی آر - نیٹ (CSIR-NET) سے 2 لاکھ طلبا اور این ای ای ٹی - پی جی (NEET-PG) سے 2 لاکھ طلبا کا مستقبل جڑا ہے۔ نیٹ- یو جی امتحان میں بدعنوانی اور پیپر لیک کا معاملہ 5 ریاستوں بہار، گجرات، مہاراشٹر، جھارکھنڈ اور اُتر پردیش سے سامنے آیا۔ ایک مرکز سے امتحان دینے والے 67 اُمیدواروں کے 720 میں سے 720 نمبر (صد فیصد) آنے نے سبھی کو چونکا دیا۔ بہار سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ امتحان سے ایک روز قبل طلبا کو پیپر کے سوالات اور ان کے جوابات رٹوائے گئے۔ وہی اگلے روز امتحان میں بھی آئے۔ پولیس کو دیے پیپر لیک کے اعترافی بیان میں ملزمان نے 30 لاکھ سے 40 لاکھ روپے تک کی رقم سالور گینگ کو دینے کی بات قبول کی۔ امتحان منسوخ کرانے کے لیے طلبا سڑکوں پر آگئے۔ احتجاج اور مظاہرے شروع ہو گئے۔ سرکار پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تو طلبا کا غصہ بھی ساتویں آسمان پر ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کئی دہائیوں سے طلبا کو کوچنگ کرا رہے بڑے مراکز اپنے طلبا کو ٹاپروں کی فہرست میں جگہ دلانے میں ناکام رہے، جب کہ نقل مافیا موٹی رقم کے عوض متعلق طلبا کو ٹاپر کی لسٹ میں شامل کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ نیٹ- یو جی امتحان منسوخ نہیں ہوا، لیکن یو جی سی - نیٹ امتحان ہونے کے بعد منسوخ کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ یو جی سی- نیٹ، سی ایس آئی آر- نیٹ، این ای ای ٹی- پی جی کے امتحانات اگلے حکم تک ملتوی کر دیے گئے۔ ان کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ اپوزیشن کے شور مچانے پر سرکار نے امتحانات کرانے والے ادارے نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے ڈائریکٹر جنرل سبودھ کمار کو عہدے سے ہٹا کر ان کی جگہ ریٹائرڈ آئی اے ایس افسر پردیپ سنگھ کھرولا کو تعینات کیا ہے۔ پہلے این ٹی اے کو کلین چٹ دینے والے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے تسلیم کیا کہ ایجنسی میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اصلاحی اقدام کے لیے اسرو کے سابق چیئرپرسن ڈاکٹر کے رادھا کرشن کی قیادت میں 7 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ دیگر ارکان میں ڈاکٹر رندیپ گلیریا، پروفیسر بی جی راؤ، پروفیسر رام مورتی، پنکج بنسل، پروفیسر آدتیہ متل اور گووند جیسوال شامل ہیں۔ نیٹ- یو جی امتحان پیپر لیک تفتیش کا معاملہ سی بی آئی کو سونپا گیا ہے۔ یہ مطالبہ عدالت عظمیٰ میں داخل عرضیوں کے علاوہ طلبا اور اپوزیشن کی جانب سے بھی کیا جا رہا تھا۔ اس بابت سی بی آئی نے پہلی ایف آئی آر درج کی ہے۔ طلبا اور اپوزیشن کا دیگر بڑا مطالبہ نیٹ- یو جی امتحان کی منسوخی کا ہے، لیکن اس کے لیے نہ تو حکومت ہی راضی ہے اور نہ ہی سپریم کورٹ کی جانب سے اس سمت میں کوئی پیش رفت کی گئی ہے۔ یہ معاملہ عدالت عظمیٰ کے علاوہ دیگر اعلیٰ عدالتوں میں بھی چل رہا ہے۔ این ٹی اے نے 1563 اُمیدواروں کو گریس مارکس دینے کی غلطی تسلیم کرتے ہوئے اُن کا دوبارہ امتحان لیا۔ یہ نتیجہ 30 جون کو آئے گا۔ عدالت عظمیٰ کی جانب سے 6 جولائی سے شروع ہونے والی کونسلنگ پر روک نہیں لگانے سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ آگے کی کارروائی میں پیش رفت ہوگی۔ خدشہ یہ بھی ہے کہ اگر امتحان منسوخ کر دیا جاتا ہے تو کونسلنگ اور اس کی بنیاد پر ہوئے سبھی داخلے منسوخ ہو جائیں گے۔ سرکار نے پیپر لیک سے نمٹنے کے لیے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ 21 جون کو جاری نوٹیفکیشن کے مطابق اسے 'عوامی امتحانات (غیر منصفانہ ذرائع کی روک تھام) ایکٹ 2024' نام دیا گیا ہے۔ یہ بل 10 فروری کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے منظور کیا تھا۔ اس کا مقصد ملک بھر میں منعقد ہونے والے عوامی امتحانات اور مشترکہ داخلہ امتحانات میں غیر منصفانہ طریقوں کو روکنا ہے۔ قانون کے تحت امتحانات میں گڑبڑی کرنے پر 3 سے 5 برس کی قید اور 10 لاکھ روپے کے جرمانے کی سزا ہے۔ اتنا ہی نہیں منظم طریقے سے کیے گئے اس جرم کے لیے ایک کروڑ روپے تک کے جرمانے کا التزام ہے۔

ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بڑھی ہے۔ آبادی کا 65 فیصد حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ نوجوانوں کا ایک بڑا حصہ یا تو روزگار کی تلاش میں سرگرداں ہے یا مقابلہ جاتی امتحانات میں قسمت آزمانے میں لگا ہے۔ روزگار نہیں ملنے اور امتحانات میں طلبا کی محنت رائیگاں جانے سے اُمیدواروں کے خواب بکھر جاتے ہیں۔ کانگریس کی جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی نے 5 برسوں میں 43 امتحانات کے پیپر لیک ہونے کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ مودی حکومت کو کروڑوں طلبا کا مستقبل تباہ ہونے اور ان کے ارمانوں پر پانی پھرنے کی پروا نہیں ہے۔ راہل گاندھی نے پیپر لیک معاملے میں حکومت کی بے ضابطگیوں کے علاوہ بی جے پی اور آر ایس ایس کا تعلیمی اداروں پر قبضہ بتایا۔ پیپر لیک مسئلے سے نمٹنے کے لیے یا تو انتہائی سختی سے کام لیا جائے یا پھر امتحانات کے سوال نامے کو آبجیکٹو ٹائپ پیٹرن پر مشتمل ایک نمبر کے سوال کے جواب کے لیے آدھے منٹ کے حساب سے سوالات اور وقت کا تعین کیا جائے۔ طلبا و طالبات کو امتحان گاہ میں اصل متن کی کتاب مہیا کرائی جائے اور امتحان ختم ہونے کے بعد اُسے واپس لے لیا جائے۔ اُمیدوار اپنی یاد اور کتاب کی مدد سے ٹینشن فری ہو کر سوالات کے جوابات لکھ سکیں گے اور کھمبیوں کی طرح اُگ آئے کوچنگ سینٹر، بدعنوانی اور تعلیمی شعبے سے مافیا راج ختم ہو جائے گا۔

(مضمون نگار سینئر صحافی اور اَدیب ہیں)

jafrikanwal785@gmail.com

> **مقابلہ جاتی امتحانات میں پیپر لیک ہونے یا امتحانات رد کرنے کا خمیازہ طلبا، طالبات یا نوکری کے لیے جدوجہد کر رہے اُمیدواروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ایک کے بعد ایک امتحان کی منسوخی سے لگتا ہے کہ لاکھوں نوجوانوں کے مستقبل سے کھیلنے اور موٹی رقم کے عوض پیپر لیک کرنے میں لگے مافیا کے سامنے امتحانات کرانے والے ادارے بونے ثابت ہو رہے ہیں۔ لچر انتظام کی بنا پر اس سال بھی امتحانات سے قبل سوشل میڈیا پلیٹ فارم پر مکمل اور ہو بہو پیپر وائرل ہو گیا۔**

اقوال زرّیں

- زیادہ قسمیں کھانے والا زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔
- زیادہ گفتگو سوچ و فکر کو مردہ کر دیتی ہے۔
- انسان زبان کے پردے میں چھپا ہے۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA GORAKHPUR

ہند-بنگلہ تعلقات

مودی دور حکومت میں ہندوستان کی خارجہ پالیسی کئی سنگین چیلنجز سے گزر رہی ہے۔ دنیا بھر میں ہونے والی ہنگامہ آرائی، بدامنی اور جنگ و جدل کے درمیان ہندوستان خود کو بہتر پوزیشن پر لانے کی کوشش ضرور کر رہا ہے مگر اس میں کامیابی کی وہ شرح نہیں ہے جو اس سے قبل کے وزرائے اعظم کے ادوار میں دیکھی جا چکی ہیں۔ 'پڑوسی پہلے' کا وظیفہ پڑھنے کے باوجود نیپال اور سری لنکا جیسے ممالک سے ہمارے تعلقات میں گرم جوشی کم ہو رہی ہے۔ پاکستان سے رشتہ کا ذکر ہی بے جا ہے اور چین ہمارا دشمن ہی ٹھہرا۔ میانمار اور بھوٹان سے تعلقات بے فیض اور بوجھ بن رہے ہیں تو مالدیپ سے کمزور پڑ رہے رشتے سرخیوں میں ہیں۔ ایک بچ جاتا ہے پاکستان کی طرح ہماری داخلی سیاست کا مرکز بننے والا بنگلہ دیش۔ ہندوستان کے ساتھ دنیا کی پانچویں طویل ترین سرحد شیئر کرنے والا یہ ملک ہماری تجارتی اور تذویراتی ضرورتوں کیلئے ناگزیر حیثیت رکھتا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ انتخابی سیاست میں بنگلہ دیشی دراندازی کو اہم ترین موضوع بنانے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کو متہم اور بدنام کر کے ووٹ حاصل کرنے کے باوجود اس کے ساتھ رشتوں کی ڈور مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔

ہندوستان پر دھیرے دھیرے انحصار کم کر رہے بنگلہ دیش کی خاتون وزیراعظم شیخ حسینہ کو مودی-3 میں ہندوستان کے پہلے سرکاری مہمان کا درجہ حاصل ہوا۔ بنگلہ دیش کی وزیراعظم شیخ حسینہ دو دنوں کے دورہ پر ہندوستان پہنچی تھیں۔ ان کا یہ دورہ کئی لحاظ سے ہندوستان اور بنگلہ دیش دونوں کیلئے اہم اور تاریخی کہا جا سکتا ہے کیوں کہ دونوں ممالک کے درمیان طے پانے والے معاہدوں نے نہ صرف دو طرفہ تعلقات کو ایک نئی جہت دی ہے بلکہ سفارتی سطح پر بھی تعلقات کو ایک نئی سمت دی ہے۔ دونوں ممالک نے کئی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جن میں بحری تعاون اور بحری معیشت، سمندری سائنس میں تعاون، ماہی گیری میں تعاون، ریلوے رابطہ، ڈیزاسٹر مینجمنٹ میں تعاون شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ہندوستان آنے والے بنگلہ دیش کے شہریوں کیلئے ای میڈیکل ویزا کی سہولت شروع کیے جانے پر دونوں نے رضامندی ظاہر کی ہے۔ نیز ہندوستان رنگ پور، بنگلہ دیش میں ایک نیا قونصل خانہ بھی کھولے گا تاکہ اس ملک کے شمال مغربی علاقے کے لوگوں کیلئے خدمات کی سہولت فراہم کی جا سکے۔ اگر دیکھا جائے تو وزیراعظم نریندر مودی اور بنگلہ دیش کی وزیراعظم شیخ حسینہ کے درمیان دو طرفہ ملاقات اس لحاظ سے بھی تاریخی رہی ہے کہ دونوں رہنماؤں نے باہمی تعاون کے طویل مدتی ایجنڈے کو حتمی شکل دی ہے۔ میٹنگ کے بعد ہندوستان اور بنگلہ دیش کی جانب سے 'مستقبل کیلئے مشترکہ نقطہ نظر' کے عنوان سے ایک دستاویز جاری کیا گیا۔ اس میں جہاں ہندوستان نے بنگلہ دیش کے کئی مطالبات تسلیم کر لیے ہیں، وہیں بنگلہ دیش نے بھی اپنے پڑوسی ملک کے مفادات کو مدنظر رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ دونوں ممالک نے طویل المدتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے دفاعی تعاون کی پالیسی بنانے کی بات کی ہے۔

اگر دیکھا جائے تو دونوں ملکوں کے تعلقات میں کچھ تلخی آئی ہے تو اس کی وجہ تیستا آبی معاہدہ ہے۔ تیستا گنگا کی ایک معاون ندی ہے اور بنگال اور بنگلہ دیش سے گزرنے سے پہلے سکم میں شروع ہوتی ہے۔ ہندوستان کے پاس دریا کا 55 فیصد پانی ہے اور بنگلہ دیش پہلے سے ملنے والے پانی سے زیادہ بڑا حصہ چاہتا رہا ہے۔ اس ندی کے سلسلے میں معاہدہ میں ہندوستان کو کافی سفارتی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تیستا ندی کے پانی کے بٹوارے کے سلسلے میں دونوں ملکوں کے درمیان کئی ادوار کی میٹنگ ہوئی تھی جو نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی تو دوسری جانب اس سے مغربی بنگال کی وزیراعلیٰ ممتا بنرجی بھی ناراض ہو گئی تھیں۔ انہیں شکایت تھی کہ مغربی بنگال اس معاہدہ میں ایک فریق ہے لیکن اسے ان میٹنگوں میں شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی معاہدہ کے وقت مغربی بنگال کی رائے لی گئی۔ تاہم ممتا بنرجی کی ناراضگی کی پروا کیے بغیر دریائے تیستا کے حوالے سے ہندوستان نے بنگلہ دیش کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے، اسے ہندوستان کی ایک بڑی کامیابی ضرور کہا جا سکتا ہے کیوں کہ تیستا معاہدہ سے ہندوستان کے دیرینہ مخالف چین کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے۔ عرصے سے چین دریائے تیستا کے بہانے بنگلہ دیش کی طرف سے بھی ہندوستان کو گھیرے میں لینے کی تیاری کر رہا تھا۔ ایسے میں اس معاہدہ نے چین کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ دریائے تیستا کے حوالے سے طے پانے والے معاہدے کے تحت ہندوستان اب اس دریا کے تحفظ اور انتظام میں بڑا کردار ادا کرنے جا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف بنگلہ دیش کو فائدہ حاصل ہوگا بلکہ ہندوستان کو تجارت کیلئے ایک بڑی گزرگاہ ملنے کے ساتھ ساتھ اسے سیاسی اور تذویراتی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

تاریخی، سماجی اور ثقافتی حوالوں سے ہندوستان اور بنگلہ دیش کے مفادات مشترک ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک کے تعلقات میں کھلے پن، مشترکہ اعتماد، تعاون اور باہمی احترام جیسے اصولوں کی پاسداری کی جائے اور اعتماد کا رشتہ مستحکم کیا جائے۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ہونے والے تازہ معاہدہ اس سمت میں اہم کردار ادا کرنے والے ہیں، اسے ہند-بنگلہ تعلقات کے نئے سنہرے دور کا آغاز بھی کہا جا سکتا ہے۔

edit2sahara@gmail.com

آئینہ

راج نیتی اک ہوس کا کھیل بن کر رہ گئی
جب سے اپنے راج نیتا کاروباری ہو گئے
اب نہ جانے اور کتنا خون بہنا ہے یہاں
باہمی رشتوں کے دشمن اختیاری ہو گئے

جگر نوگانوی

مراسلات

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

محنت رائیگاں نہیں جائے گی

مکرمی!

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ کسی بھی ملک کے ناقص نظام تعلیم کا اثر اس ملک کی ترقی پر پڑتا ہے۔ ان دنوں پیپر لیک معاملہ پرنٹ، الیکٹرانک و سوشل میڈیا میں سرخیوں میں ہے۔ اپوزیشن مرکزی وزیر تعلیم کے استعفیٰ کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس بات سے بھی انحراف ممکن نہیں کہ ہندوستان کے لوگ تعلیم کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور وہ غریب عوام جن کے پاس وسائل کی کمی ہے، زیادہ سے زیادہ محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اپنی خواہشات بلکہ اپنی ضروریات کو دباتے ہوئے وہ اپنے بچوں کو کسی اعلیٰ مقام پر دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ وہیں آج کل کے بچے بھی حساس ہو گئے ہیں اور بھی ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ والدین یا سرپرستوں کو مایوس نہ کریں لیکن جب سخت محنت کرنے کے باوجود پیپر لیک کے معاملات ان کی کاوشوں پر پانی پھیر دیتے ہیں اور ان کے اندر مایوسی پیدا کر دیتے ہیں، ان کے اندر یہ خیال پیدا ہونا فطری ہے کہ پیسے والوں کی ہی دنیا ہے۔ مرکزی و ریاستی حکومتوں سے گزارش ہے کہ ہندوستان کے نظام تعلیم کو تباہ ہونے سے بچانے کی سمت قدم اٹھاتے ہوئے مجرموں کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے اور طلبا کے اندر اس احساس کو قوی کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کی محنت رائیگاں نہیں جائے گی اور ایک دن وہ اپنی منزل پر ضرور پہنچیں گے۔

ڈاکٹر حنا کوثر – شاہین باغ، اوکھلا، نئی دہلی-25

عوام کے بنیادی مسائل

مکرمی!

ادارتی صفحہ پر پروفیسر اختر الواسع صاحب کے مضمون ''پارلیمانی الیکشن، مسلمان اور اس کے بعد'' کے سلسلہ میں عرض ہے کہ حالیہ اختتام پذیر پارلیمانی انتخابات کی بابت یہ تجزیہ حقائق پر مبنی ہے۔ حکمراں بی جے پی نے اپنے گزشتہ دو پارلیمانی الیکشن 'مودی میجک' کے چلتے خالصتاً ایودھیا میں نو تعمیر رام مندر کے نام پر جیتے اور یہی جوش و خروش قائم رکھتے ہوئے اس بار '400 پار' کا نعرہ بھی دیا گیا لیکن سیاسی نظریہ سے اہم ترین اتر پردیش میں ہی حکمراں جماعت کو سب سے زیادہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ رام مندر کے شہر ایودھیا میں بھی! اس مرتبہ اتر پردیش میں اکھلیش-راہل 'دوستی' کا جادو سر چڑھ کر بولا اور اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کو 80 میں سے 44 (37 سماجوادی پارٹی اور 7 کانگریس) نشستوں پر کامیابی حاصل ہوئی جبکہ بی جے پی 33 نشستوں تک محدود رہی اور حکومت سازی کیلئے بھی حلیف جماعتوں کا احسان اٹھانا پڑا۔ جہاں تک مسلم امیدواروں کو بی جے پی کا ٹکٹ نہ ملنے کا تعلق ہے، اس میں دونوں کے درمیان Trust Deficit گویا عدم اعتماد کارفرما ہے کیونکہ کچھ لیڈروں کا خیال ہے کہ مسلم بی جے پی کو ووٹ ہرگز نہیں دیتے جبکہ اول الذکر سمجھتے ہیں کہ بعد الذکر ان کے مسائل میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتی۔ اس سب سے قطع نظر، موصوف قلمکار کے موقف میں جواز ہے کہ سیاست میں قلیل و کمزور مسلم رہنمائی کیلئے نام نہاد سیکولر جماعتیں ذمہ دار ہیں، مثلاً مہاراشٹر میں کسی مسلم امیدوار کو ٹکٹ نہ دیا جانا اور یو پی میں بہوجن سماج پارٹی کا مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلم امیدوار بنانا جس کے سبب ان کے ووٹ کی تقسیم کا براہ راست فائدہ بی جے پی کو پہنچا اور ستم ظریفی یہ ہے کہ بی ایس پی سپریمو محترمہ مایاوتی نے مسلمانوں کو ہی اپنی شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ لہٰذا، حالیہ پارلیمانی انتخابات کے نتائج سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عوام کی نظر میں زیادہ اہمیت کے حامل بنیادی مسائل یعنی غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور نظم و نسق ہیں نہ کہ مندر مسجد کے تنازعات۔

اظہر علی خان

شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آراان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر ضیاء قادری نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس، راشٹریہ سہارا کمپلیکس، پارک روڈ گورکھپور میں چھپوا کر شائع کیا۔
Published & Printed by Zia Qadree on behalf of Sahara india Mas Communication and Printed at Sahara india Mass Communication Press. Rashtriya Sahara Park Road, Gorakhpur and Published from Rashtriya Sahara Park Road, Gorakhpur
Editor & Group Editor: Abdul Majid Nizami (editor.nizami@gmail.com) *ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی
For Editorial/News: gkpsaharaurdu@gmail.com, editor. saharaurdumedia@sahara.in ■ Advertesment (National): ■ 9891773434,9899452476, Email : adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com 0551- 3062427:شعبہ اشتہارات 0551-3062415,3062416:سرکولیشن - Email: gkpsaharaurdu@gmail.com ـ 0551-2202362, 3062400 :ٹیلی فون گورکھپور
اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار * R.N.I. NO-UPURD/2002/6747 Roznama Rashtriya Sahara (Gorakhpur) شمارہ نمبر: 8890 سال: 23
روزنامہ راشٹریہ سہارا
حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں